شاعرِ اعظم ہے صائم

(مضامین و تاثرات و تقاریظ)

شاعرِ ملّت، ادیبِ شہیر علّامہ حامد الوارثی رحمۃ اللہ علیہ
تلمیذ علّامہ سیماب اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالستار قیصر ایم اے، ایم ایڈ
شاعر، ادیب، ریسرچ سکالر

علّامہ صائم چشتی ریسرچ سینٹر

رحمت ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد 0300674752

شاعرِ اعظم ہے صآئم	مضامین
ترتیب وتدوین	عبدالستار قیصرآیم، ایڈ
انٹرنیٹ ایڈیشن	اکتوبر 2013
کمپوزنگ	چشتی کمپوزرز
پیشکش	بزمِ صائم انٹرنیشنل

ناشر

علامہ صائم چشتی ریسرچ سینٹر

رحمت ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد 03006674752

ابتدائیہ

حضرت علّامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت شخصیت تھے وہ مفسر بھی تھے محقق بھی، ترجمہ نگار اور مورخ بھی اور اُن کی سب سے بڑی پہچان نعت گوئی ہے۔

آپ (Self made) شخصیت تھے اور اہلِ قلم کے اُس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو ہر قسم کی داد و تحسین مالی منفعت اور گروہ بندی سے بالاتر ہو کر اپنی تخلیقات سے ایسا علمی ورثہ چھوڑ جاتے ہیں جس سے آنے والی نسلیں فیضیاب ہوتی رہتی ہیں۔

علّامہ حامد الوارثی ؒ حضرت علّامہ صائم چشتی ؒ کے ایک دیرینہ ساتھی اور اُردو، فارسی اور پنجابی زبانوں کے قادر الکلام شاعر تھے۔ علّامہ حامد الوارثی کو حضرت سیماب اکبر آبادی سے شرفِ تلمذ حاصل تھا

جس سے اُن کی ادبی ثقاہت ظاہر ہے، آپ کے احباب میں حضرت ماہرالقادری ؒ بھی شامل تھے۔

علامہ حامد الوارثی نے کئی کتب تصنیف فرمائیں جن میں میلادِ حامد، حضور مختار نے کہ مجبور نے، نغمہء نُور اِن کے علاوہ فارسی زبان میں مثنوی نُورِ ہدایت تصنیف فرمائی جس کا پنجابی منظوم ترجمہ حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ آپ ماہنامہ محبوب لاہور اور ماہنامہ آستانہ کی مجلس ادارت میں بھی شامل تھے آپ پنجابی بزمِ ادب کے بانی ممبران میں سے تھے۔

آپ حضرت علامہ صائم چشتی ؒ کے علمی و ادبی سفر کے رفیق اور گواہ تھے اُنہوں نے حضرت صائم چشتی ؒ کی شخصیت اور کتابوں کے حوالہ سے کئی مضامین اور تقاریظ تحریر فرمائیں۔ آپ صائب الرائے شخصیت تھے اِسلئے اُن کے یہ مضامین نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی نے میری توجہ اِس طرف مبذول

کروائی کہ علّامہ حامدالوارثی کی آراء کو ایک مبسوط مضمون کی صورت میں مدوّن کیا جائے، چنانچہ میں نے اِن مضامین وتقاریظ کو جمع کرنے کا کام شروع کردیا۔ جب میں نے اِن مضامین وتقاریظ کا مطالعہ کیا تو مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ علم وادب کے میدان میں ابھی ایسے لوگ باقی ہیں جو کسی تعصب سے کام نہیں لیتے بلکہ حق گوئی میں بالغ نظری اور وسعتِ قلبی کا ثبوت دیتے ہیں۔

علّامہ حامدالوارثیؒ حضرت علّامہ صائم چشتیؒ کی پہلو دار شخصیت سے آگاہ تھے اِس لئے اُنہوں نے اپنے مضامین وتقاریظ میں اُن کے علم وتحقیق اور شعروسُخن میں اُن کی قادرالکلامی اور زُودنویسی کا ذکر کیا ہے جس سے محققین کو علّامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو جاننے اور آپ کے کارہائے نمایاں کو پہچاننے کا موقع ملے گا میں نے اِن مضامین وتقاریظ کو بغیر کانٹ چھانٹ کے پیش کردیا ہے۔ اور نفسِ مضمون کی تفہیم کے لئے ذیلی سُرخیاں لگادی ہیں۔

تعارف وتقریظ

جنّت نشان خطہء پنجاب نے جہاں مولانا گرامی، غنیمت کنجاہی، علامہ اقبال اور حفیظ جالندھری ایسے فارسی اور اُردو کے نامور اور نادرِ روزگار اساتذہ کو جنم دیا وہاں اپنی علاقائی زبان پنجابی کے بھی بے مثل شعراء پیدا کیے ہیں مثلاً وارث شاہ، فضل شاہ، میاں محمد بخش گجراتی اور محمد بوٹا کیف پرور نغمے ہر وقت ہر گوشہء وطن میں گونجتے سُنائی دیتے ہیں !

دعوٰی ہو جنہیں علم و ادب کا اُن سے کہہ دو نشترؔ
اُردو کے محسن ہیں ، مربّی ہیں اہلِ پنجاب ہیں ہم

خوشا کہ اِس کاروباری اور قحط الرجالی کے دور میں ڈاکٹر فقیر محمد، پیر فضل گجراتی ، دائم اقبال دائم اور صائم چشتی جیسے صاحبِ فن ادیب اپنے کیف پرور نغمات سے اہالیانِ وطن کو محظوظ کر رہے ہیں۔

خونِ پا سے خارزاروں میں کھلا دیتے ہیں پھول
تیرے دیوانے کہ ہیں رنگِ حنا کے پاسباں

اگرچہ ہمارا ملک اِس وقت سو فیصدی مالی اور مادی اَمراض کا شکار ہے ہر کوئی مالدار بننے کا خواہاں ہے، مذہب اور بزرگانِ دین سے شغف ہے تو برائے نام !

اب دین ہوا زمانہ سازی
عالم تمام دہریہ ہے

پنجابی شاعری کی رُوحِ رواں

تاہم کشتگانِ خنجر تسلیم کی بھی کمی نہیں، جناب صائم چشتی کی شاعری اِس الحاد پرور دور میں بھی خالص دینی اور مذہبی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پنجابی زبان کے اُونچے شاعروں میں یہ طرّہٗ اِمتیاز صائم اور صرف صائم کو ہی حاصل ہے حیرت تو یہ ہے کہ بادی النظر میں دیکھنے والا کوئی انسان آپ کی نو عُمری کے باعث یہ باور ہی نہیں کرسکتا کہ یہی

وہ صائم چشتی ہے جس کے نغموں کی دُھوم ہر طرف مچی ہوئی ہے۔ اور سو سے بھی کچھ اُوپر آپ کی چھوٹی بڑی تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔

گویا آپ مذہبی پنجابی شاعری کی رُوحِ رواں ہیں، آپ کو ہر صنفِ سُخن پر کامل عبور حاصل ہے جب لکھنے بیٹھتے ہیں تو لکھتے ہی چلے جاتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ !

دست ِ جبریل میں صائم کا قلم رکھا ہے

بے شمار مبتدی آپ سے اِصلاح لے کر بامِ عُروج پر پہنچ چکے ہیں اور پہنچ رہے ہیں مَیں نے آپ کو اور آپ کے کلام کو بہت قریب سے دیکھا ہے بلکہ پنجابی میں بہت کچھ اِستفادہ بھی کیا ہے، اصلاحِ سُخن میں جو ملکہ آپ کو حاصل ہے شاید ہی کسی اور پنجابی شاعر کو حاصل ہو۔

کتاب کا تعارف

تاجدارِ علی پور آپ کے مطالعہ اور مشقِ سُخن کا نچوڑ ہے، اولیاء ربانی کے حالات کو قلم بند کرنا سیرِ لا حاصل کے مصداق ہے کیونکہ !

جہانِ کُن فکاں کی اِنتہاء آغاز ہوتی ہے
فرازِ عشق تک اِک آن میں پرواز ہوتی ہے
نہیں ہوتی خبر کو بھی خبر اُن کی حقیقت کی
حیاتِ اہلِ دل حامدؔ سراپا راز ہوتی ہے

غرض دُنیا بھر کا کوئی نقّاش کوئی مصور حضراتِ اولیاء کے کمالات کی تصویر کشی نہیں کرسکتا، یہ شرف صرف شاعر کو ہی حاصل ہے کیونکہ فطرت نے شاعر کو لامکانی کے تصورات سے نوازا ہے۔

جناب صائم چشتی نے حضرت لاثانی کے کمالاتِ رُوحانی کو لاثانی طریق پر پیش کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے اور وہ اِس میں کامل طور پر کامیاب نظر آتے ہیں۔

حضرت لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عہد آفریں اور فیوض پرور شخصیت سے کوئی سلیم الطبع مسلمان اِنکار نہیں کرسکتا۔ قلمروئے ولایتِ محمدیہ پر آپ کا سکہ رواں ہے آج بھی لاثانی لاثانی کی صداؤں سے فضائیں

گونج رہی ہیں اور تا قیامِ قیامت گونجتی رہیں گی ۔ کیونکہ اولیاء اللہ کا فیض ہمیشہ جاری وساری رہتا ہے۔

ہزاروں بندگانِ خُدا آپ کی ذاتِ بابرکات سے فیض مند ہوئے ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

ہوئے جن کی نظروں سے لاکھوں ولی ہیں
وہ قطبِ زماں شہ جماعت علی ہیں

یہ عین حقیقت کے قریب معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ جناب صائم چشتی صاحب کی والہانہ عقیدت ومحبت کی وجہ سے حضرت لاثانی کا روحانی فیض آپ پر سایہ فگن ہوا اور اپنی خدماتِ جلیلہ کے لئے آپؒ نے خود ہی صائم چشتی صاحب کو منتخب کرلیا ہو۔ ورنہ ایسے پُرسوز، کیف پرور اور وجد آفریں اشعار بغیر کسی تعلق اور بغیر کسی کی نظرِ کرم کے غیر ممکن ہیں۔

المختصر ’’شاہنامہ بغداد‘‘ اور ’’زینب داویر‘‘ کے بعد صائم چشتی

صاحب کا یہ زندہ جاوید کارنامہ ہے۔

''تاجدارِ علی پور'' کتاب میں تاجدارِ علی پور کی شان میں لکھے ہوئے میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے نغمے آپ کو طمانیتِ قلبی اور تسکینِ روحانی کا پورا سامان مہیا کریں گے۔ میرے خیال میں حضرت لاثانی پر آج تک ایسی منظوم کتاب کسی نے نہیں لکھی۔ زیادہ کیا لکھوں کتاب آپ کے ہاتھ میں آپ اسے پڑھ کر خود ہی میرے خیالوں کی تصدیق کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

مشک آں است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

حامد الوارثی

(تاجدارِ علی پور از علامہ صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ 1981)

ایک تاریخی تمہید

علامہ حامد الوارثی نے علامہ صائم چشتی کی کتاب ''پھل تے کنڈے'' میں اُن کے حوالہ سے ''ایک تاریخی تمہید'' کے عنوان سے مضمون لکھا جو پیشِ خدمت ہے !

جناب صائم چشتی کی تصانیف کا مَیں نے بڑے تعمّق، اِمعان اور خلوئے ذہن سے مطالعہ کیا ہے۔ آپ کی تصانیف کا ایک ایک شعر عقیدت و محبتِ رسول سے لبریز ہے۔ جنابِ صائم کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے پناہ محبّت ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس کے خلاف کسی نے ذرا کچھ کہا تو آپ کے جذباتِ غیرت و حمیّت میں ایک زبردست ہیجان و طلاطم برپا ہو جاتا ہے پھر کیا راتوں رات ''جواب'' لکھ دیتے

ہیں۔ جواب بھی معقول، مدلّل اور تفاسیر واحادیث کی مستند اسناد سے مزین ومملو۔

زُودنویسی اور قادرالکلامی

اُسلوب نگاری، تلوّن اور زُودنویسی میں آپ اوّلین و آخرین میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ شاید ناسمجھی کے باعث اِس پر کوئی اعتراض کرے مگر جزوی فضیلتِ خیالی ایک ممکن اَمر ہے۔

صائم چشتی دوسرے پنجابی شعراء کی طرح ''تُک بندی'' سے کام نہیں لیتے بلکہ بحور و عُروض، صنائع و بدائع، حشو وزوائد، اور محاکات و محاسنِ شعری کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔ پنجابی اور اُردو میں ''اکثر و بیشتر اَوزان'' پر طبع آزمائی فرما کر اَدب کی جو خدماتِ جلیلہ آپ نے انجام دی ہیں وہ آپ کا اور صرف آپ کا ہی حصّہ ہے اور باقی سب لکیر کے فقیر نظر آتے ہیں۔

آپ نے پنجابی شاعری کی ترقی کی نئی نئی راہیں تلاش کر لی ہیں

اور لُطف یہ ہے کہ آج تک کسی سے اصلاح تک نہیں لی۔ اس لحاظ سے آپ'' اَلشُّعَرَاءُ تَلَامِیذُ الرَّحمٰن '' کی ایک زندہ مثال ہیں۔ آپ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اچھے بھلے پنجابی شاعری آپ کی نقالی کرنے لگے ہیں اور ان کے کلام کو فخر سے اپنا کلام کہہ کر پیش کرتے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ اس کی تبحرِ علمی کے باعث لوگ اس سے حسد کرنے لگے ہیں۔ مرنے کے بعد۔۔۔ جفا سے توبہ شروع ہی سے اس قوم کا وطیرہ اور طرّہ ٔ اِمتیاز رہا ہے۔

ادیب و شاعرِ اعظم ہے صائم

صآئم کے اشعار میں !

ذوآق کا---- ذوق

سودآ کا---- سودا

خمآر کا---- خمار

وقارؔ کا---- وقار

آتشؔ کی---- آتش

حسرتؔ کی---- حسرت

وحشتؔ کی---- وحشت

آرزوؔ کی---- آرزو

سوزؔ کا---- سوز

اَلمؔ کا---- اَلم

جوشؔ کا---- جوش

غنیؔ کا---- غنا

اَثرؔ کا---- اَثر

سُرورؔ کا---- سُرور اور تاثیرؔ کی تاثیر سبھی کچھ پایا جاتا ہے، غرض آپ کا کلام گُوناگُوں خوبیوں، نُدرتوں، رنگینیوں اور رعنائیوں کا ایک حسین اِمتزاج اور دلکش مرقّع ہوتا ہے۔

نقیبِ سرورِ عالم ہے صائم
ادیب و شاعرِ اعظم ہے صائم

اصنافِ سخن پر قُدرت

غزل و نظم، ترجیع بند، مستزاد، قصائد، قطعات و رُباعیات ہر صنفِ سُخن پر صآئم صاحب پورے طور پر قادر و عابر ہیں۔ اندازِ فکر اور رنگِ سخن خالصتاً اِسلامی تھا، ہے اور رہے گا۔

کیونکہ بقول خود آپ کہ !

جس گھر میں ذکرِ پاک رسولِ خُدا نہ ہو
ہو قصرِ مرمریں بھی تو اُس گھر کو پُھونک دو

قائدِ ایوانِ ادب

صائم، صائم ہی ہے۔ صائم چشتی منتہی ہو کر بھی خود کو مبتدی ہی خیال کرتا ہے۔ وہ جہانِ شوق میں منزل کا قائل ہی نہیں۔ اقامت کو وہ

ذوقِ خودی کی موت خیال کرتا ہے وہ بڑھتا ہے تو بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

وہ اِس قحط الرجالی میں اَدب کی جان ہے گویا

بہ الفاظِ دِگر وہ ''قائدِ ایوان'' ہے گویا

صائم چشتی مہکتے پھول سے ہی پیار نہیں کرتا بلکہ نوکِ خار سے بھی پیار کرتا ہے۔ اگر وہ ایک طرف رندِ مئے خیال ہے تو دوسری طرف مجاہدِ باکمال بھی ہے، اُس کے کلام میں بلاغت نظام میں نوحے بھی ہیں اور نغمے بھی،

رجز بھی ہیں، طنز بھی۔

سوز بھی ہے گداز بھی۔

ناز بھی ہے نیاز بھی۔

پھول بھی ہیں خار بھی۔

شبنم بھی ہے شعلے اور انگارے بھی۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ''یہ لوگ'' داد کی خاطر در بدر مارے مارے پھرتے ہیں، مگر صائمؔ کو کہیں جانے آنے کی ضرورت نہیں۔ اُس کی محفل میں ہر صبح ہر شام اُدباء اور شعراء کا اژدہام رہتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس قحط الرجالی کے دور میں ڈاکٹر فقیر، پیر فضل گجراتی، دائم اقبال قادری اور صائم چشتی مغتنماتِ وقت ہستیاں ہیں۔

شمعِ محفل بھی ہے صائم رونقِ محفل بھی ہے
اپنے اندازِ بیاں میں ، دل بھی ہے بیدل بھی ہے

عظیم مجاہد

صائم چشتی ملّتِ اسلامیہ کا ایک عظیم مجاہد اور نڈر سپاہی ہے، آپ کے رجزیہ اشعار پر حماسہ کا گمان ہوتا ہے، قلمی جہاد آپ کا ہمہ وقتی مشغلہ اور واحد مطمعٔ نظر ہے نظریاتی اختلافات کے باعث اُس کے کمالِ فن اور حُسنِ انشاء کی ستم و بیداد داد سے اعراض اِخفائے ندامت اور اعترافِ شکست کے مترادف ہے۔

تِرا ذوقِ تحریر حق اللہ اللہ
ہوا قلب باطل کا شق اللہ اللہ

وِغا میں پھر اُترا ہے کوئی حُسینی
ہے رنگِ رُخِ شمرِ فق اللہ اللہ

یہ رجزیہ نغمے یہ پُرجوش قطعے
حماسہ کا جیسے ورق اللہ اللہ

یہ پیرایۂ دل نشین و مؤثر
پۓ اہلِ ایماں سبق اللہ اللہ

کوئی دم میں ہوگی ''شبِ تیرہ'' رُخصت
اُفق پر وہ اُبھری شفق اللہ اللہ

دو حامدؔ ذرا زور سے ایک چرکا
ابھی زور میں ہے رَمق اللہ اللہ

لازوال شاعری

جاننے والے جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ جان لیں کہ صائم چشتی نے اَوائل عمری ہی میں شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ اَب تو اَب اُس وقت بھی ظالم خُوب کہتا تھا، اِس لحاظ سے اگر اُسے ''مادرزاد شاعر'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا اور اب تو وہ مشقِ سُخن کرتے کرتے اس سٹیج پر پہنچ چکا ہے جہاں زوال وانحطاط کو ''راہ'' ہی نہیں۔

صائم چشتی وہ ہمہ صفت موصوف شاعر ہے کہ اگر کوئی اُس کی تعریف نہ بھی کرے تو وہ قابلِ تعریف ہے ہوسکتا ہے کہ کوثر و تسنیم فکر کا یہ دھارا آگے چل کر بحرِ ناپیدا کنار کی شکل اختیار کر جائے اور اَلسّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کے زُمرے میں شمار ہونے لگے، آج پنجاب کا ہر پنجابی شاعر صائم بننے کی کوشش کر رہا ہے مگر صآئم بننا آسان نظر نہیں آتا کیونکہ !

ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اُمید ہے کہ آپ اسے پڑھ کر خود بھی میرے خیالات کی تائید کرنے پر مجبور ہوں گے !

مُشک آنست کہ خود ببوید

نہ کہ عطار بگوید

اُمید ہے کہ میری یہ تنقید و تمہید اَدب و معلومات کا ایک انسائیکلو پیڈیا اور نئے لکھنے والوں کے لئے ''سنگِ میل'' ضرور ثابت ہوگی، حمد ہے اُس ربُّ العالمین کی جس نے اپنے حبیب سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل مجھے بحرِ علم میں غواصی کرنا سکھایا۔

دُعاگو

حامدؔ الوارثی عفی عنہ

یکم محرّم الحرام 1388ھ

(پھل تے کنڈے مصنف صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ 1969ء)

تمہید واِہداء

حضرت علاّمہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء علمی وتحقیقی کتاب ''بحث وما اُہلَّ'' موسوم بہ گیارہویں شریف کے حوالہ سے تمہید واِہداء کے عنوان سے لکھا گیا علاّمہ حامد الوارثی کا مضمون نذرِ قارئین ہے

اختلافی مسائل پر بحث وتمحیص ہر کس وناکس کا کام نہیں، یہ ایک ایسا کٹھن مرحلہ ہے جس میں بعض اوقات بڑے بڑے نامور علماء کو بھی منہ کی کھانا پڑتی ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مابہ الانتزاع مسائل پر مدّتوں سے بحث ہوتی چلی آرہی ہے اور فریقین نے کُرید کُرید کر دقیق سے دقیق دلائل تک پیش کر دیئے ہیں، فردوسی نے کیا خوب کہا ہے !

سُخن ہر چہ گویُم ہمہ گُفتہ اَند
ہرباغِ دانشِ ہمہ رفتہ اند

جنابِ صائم چشتی اپنی ایک تازہ منثور تصنیف جسے دُرِ منثور کہنا چاہیے ''وما اُھلِ بہٖ لغیر اللّٰہ'' کے نام سے قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور میرے جیسے ''ہیچمداں'' کو اُس کی تمہید و اِھداء لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ حقیقت میں ایک عظیم کتاب کا دیباچہ لکھنا کسی عظیم انسان کو ہی زیب دیتا ہے۔

میں نہ کوئی فخرِ زماں، علاّمہء دوراں اور نہ واعظِ شیریں بیاں حتیٰ کہ کامل سخنداں تک بھی نہیں ہوں مگر چونکہ صآئم چشتی صاحب میرے دیرینہ کرم فرماؤں میں ہیں اور ذوؔق کا فرمان ہے!

اَے ذوؔق کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے مُلاقاتِ مسیحا و خضر سے

کے پیشِ نظر چند سطور ہدیہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

عظیم ترین کارنامہ

یقین فرمایئے ! ''وما اُھل بہ لغیر اللہ'' پر جب میں نے سَرسَری نگاہ ڈالی تو بسلسلہء حوالہ جات تفاسیر کی ایک طویل ترین فہرس دیکھ کر حیران رہ گیا اور سمجھ گیا کہ یہ کتاب جناب صائم چشتی کا عظیم ہی نہیں بلکہ ایک عظیم ترین کارنامہ ہے۔ پون صد تفاسیر (75) جن میں زیادہ تر موافق اور اُن سے نصف کے قریب مخالف ہیں کے حوالہ جات پیش کرنا تو درکنار ایک عام قاری اُن کے ناموں سے بھی واقف نہیں ہوتا، مِیرؔ نے سچ فرمایا ہے !

اُس کی وہ تصویر کھینچی کہ قلم توڑ دیا

پھر طُرّہ یہ کہ بیشمار احادیثِ صحیحہ مفسرین، محدّثین، فقیہین، مہدیئین، مجدّدین، اور مجتہدینِ دین کے عبارات واقوال پیش کر کے مصنّف نے اِس موضوع پر کسی دوسرے کے قلم اُٹھانے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔

ناوک نے تیرے صَید نہ چھوڑا زمانے میں

یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے اسے سطحیات اور طرفداری پر محمول نہیں کرنا چاہیے کیونکہ میرا یہ شیوہ نہیں۔

ہم سُخن فہم ہیں غالبؔ کے طرفدار نہیں

بلکہ میں قارئین کی دلچسپی کے لئے بطور ثبوت کے کتاب کے خصائص کو بالخلاصہ پیش کرتا ہوں !

چاندنی کو رسول کہتا ہوں
بات کو بااُصول کہتا ہوں
چاند سُورج کو اور ستاروں کو
تیرے پاؤں کی دُھول کہتا ہوں

مخالفین کا ناطقہ بند کر دیا

مخالفینِ متاخرین نے وما اُھِلَّ کا ترجمہ عموماً ''نامزد'' اس لئے کیا ہے تا کہ سوادِ اعظم کے طریقہء فاتحہ و گیارہویں کی تردید ہو سکے۔ اس

کے جواب میں فاضل مصنّف نے نامور صحابیٔ رسولِ مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) حضرت عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر ''تنویر المقیاس'' اور شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمۃ القرآن کے حوالے دے کر ان کا ناطقہ بند کر دیا۔

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے

ان دونو حضرات نے اس کا ترجمہ ''ذبح کے وقت خُدا کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارنا'' کیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے، عربی کی ہر مروّجہ اور مستند لغات میں اهلال، استهلال، هلّل، مُهِلّل اور اُهِلّ کا ترجمہ زبان سے الفاظ نکالنا ہی کیا گیا ہے برخلاف اس کے نامزد تو زبان کے علاوہ دل میں بھی ہو سکتا ہے۔

اب غور فرمایئے صحابیٔ رسولِ مقبول اور مصلح المصلحین جناب مصلح الدین سعدیؔ شیرازیؒ کی مخالفت سے کسی کے پلّے کیا رہ جاتا ہے۔

فاتحہ مروّجہ اور گیارہویں شریف کے اَثبات میں جنابِ مصنّف نے

قادریہ، چشتیہ، سُہروریہ، نقشبندیہ اور مجددّیہ تمام سلسلہ ہائے ولایت کے اکابرین کے اقوال و اعمال پیش کر کے اپنی کتابِ مستطاب کو لاجواب اور مؤثر بنا دیا ہے۔

لکھنے پہ جب وہ آئے

اس کے علاوہ طرزِ تحریر نہایت طُرفہ و شُستہ اور سُلجھی ہوئی ہے۔

آپ مطالعہ کرنے کے بعد خود بخود مصنّف کی فطانت و ذہانت، لیاقت و ذُلاقت، فصاحت و بلاغت، خطابت و طلاقت، تحقیق و تجسّس، تفحصّ و تشخص کی داد دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کاش جناب صائم چشتی میرا "سب کچھ" لیکر صرف ایک اِس کتاب پر بجائے اپنے نام کے میرا نام لکھ دیتے۔ اُن کے قلم کی داد ہر اہلِ قلم نے دی۔

لکھنے پہ جب وہ آئے تو لکھتے چلے گئے

فقط والسلام

دُعا گو حامد الوارثی لائل پور

(گیارہویں شریف از علامہ صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ 1973)

تقریظ

لسان العصر، تاجدارِ اقلیمِ سُخن، حضرت علامہ حامدالوارثیؒ حضرت علامہ صائم چشتی کی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی سیرت پر لکھی گئی کتاب ''مشکل کشاء'' پر لکھی گئی تقریظ پیشِ خدمت ہے !

جب نیازِ عشق تھا اب ناز ہے
یہ مِرے انجام کا آغاز ہے
(جگر)

دُشمن کی ''ضرب'' سے خون کا کھولنا بدیہی امر ہے اور اگر دُشمن کا وار جان کی بجائے ایمان پر واقع ہو تو ایک سچا مسلمان تَن، مَن، دَھن کی بازی لگا دیتا ہے، حتیٰ کہ اپنی اولاد کی قربانی کو بھی سعادت اُخروی کے مقابلہ میں دین کی ایک حقیر سی خدمت سمجھتا ہے، اُس کے جذبات میں ارتعاش اور خون میں جوش و ہیجان کا ایک بے پناہ طُوفان متلاطم

ہوجاتا ہے، تلاطم لطمہ سے نکلا ہے جس کے معنی تھپڑ کے ہیں، یعنی اہلِ ایمان کا ضمیر غیرت کے تھپڑ سے برانگیختہ ہوکر تمام تر دُنیاوی مصلحتوں سے بے پرواہ ہوکر ہر وہ کچھ کر گذرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے جس کا عقل تصور بھی نہیں کرسکتی۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل تھی محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

(علامہ اقبالؒ)

اگر عہدِ حاضر کا ایک احمق، اَبلہہ، بے ضمیر اور نا محمود مصنف خارجی محمود عباسی خاندانِ ذیشانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رکیک حملے نہ کرتا اور اہلِ بیتِ اطہار سلام اللہ علیہم کی تضحیک و تنقیص اور استخفاف واہانت کے ناقابلِ بخشش جرم کا مُرتکب نہ ہوتا، تو شائد محبی الحاج علامہ صائم چشتی ایک قلیل سی مُدت میں ادبیات اور دینیات کی رفیع الشان منازل پر فائز نہ ہوتے درجات کے اِس ترُفع کے بدلے تو

صائم چشتی صاحب کو اس کا احسان مند ہونا چاہیے، البتہ اُس کی دریدہ دہنی کا جس سختی سے بھی نوٹس لیا جائے کم ہے۔

تحصیلِ قُرب ہے مجھے خیرالورؐا کے ساتھ
ہر ایک انتہا ہے مِری ابتداء کے ساتھ

(حامدالوارثی)

خوارج کا ردّ

محمود عباسی اور اُس کے ہمنواؤں کے رَد میں جناب علامہ صائم چشتی صاحب کی یہ چوتھی تصنیف لطیف ونظیف ''مشکل کشا'' آپ کے ہاتھوں میں ہے قبل ازیں شہیدؑ ابن شہیدؑ اور ایمانِ ابی طالبؑ کا آپ مطالعہ کر ہی چکے ہیں خود میں نے پہلی دفعہ ''مشکل کُشا'' کا حرف بحرف مطالعہ کیا ہے میں اور تو کچھ نہیں کہتا اِس دوران میں !

یہ رُتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مُدعی کے واسطے دار و رَسن کہاں

خونِ اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی مُوسیٰ طلسمِ سامری

(اقبالؒ)

جیسے شاہکار اشعار بار بار اور بے اختیار میری زُبان پر آتے رہے۔

حق ادا ہو گیا

جنابِ صائم چشتی زادقدرہٗ نے اپنی اِس خوبصورت تالیف کے خوبصورت ابواب باندھ کر بلیغ اور خوبصورت الفاظ میں نہایت حسین اور خوبصورت انداز میں مخالفینِ بے شعور کے بودے، لغو اور واہیات اعتراضات اور گھٹیا قسم کے عقائدِ باطلہ کے مکمل، مُفصّل، مدلّل اور مسکت جوابات دے کر غالبِؒ مرحوم کے مصرعہ !

"ناطقہ سربگریباں ہے اِسے کیا کہئے"

کی حقیقتِ حقّہ پر مُہرِ تصدیق ثبت کردی ہے............اور

”حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا “ کے خلاف !

” حق تو یہ ہے کہ حق ادا ہو گیا “

حامد الوارثی عفی عنہ

(مشکل کشاء علامہ صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ جمادی الاول سنہ ۱۴۰۰ھ)

تقریظ

(خاتونِ جنّت)

شاعرکوئی ہو، کسی قوم کا ہو، کسی مُلک کا ہو، کسی زبان کا ہو" بجز اہلِ حق کے" تفاخر کے زُعمِ باطل میں ضرور گرفتار ہو جاتا ہے اور یہی خیال کرتا ہے کہ !

مستند ہے میرا فرمایا ہوا

اپنی تعلّی بیان کرنا اور دوسرے کی تجلّی سے جان بوجھ کر آنکھ بند کر لینا اس کا خاصہ اور شیوہ ہے مگر !

گر نہ بیند بہ روز شِپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے مگر یہ حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں جناب صائم چشتی اور جناب دائم اقبال دائم سیرت نگاری میں اپنا

جواب نہیں رکھتے اور دونوں صاحب، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں۔

بحمداللہ ! جناب صائم چشتی ''شاہنامہ بغداد'' اور ''زینب داویر'' کی تصویر کشی کے بعد اپنی ایک تیسری سیرت کی بے مثل تصنیف ''خاتونِ جنت'' قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ مَیں نے کتابِ ہٰذا کی چیدہ چیدہ نظموں کا مطالعہ کیا ہے مگر ہر شعر ''آفتاب آمد دلیلِ آفتاب'' ہی کا مصداق پایا۔ غرض یہ کہ یہ کتاب صوری، معنوی، اَدبی، لسانی اور فنّی خوبیوں کا دلکش مرقع ہے۔ جنابِ صائم کی زبان اور پھر خاتونِ جنت کا بیان بس کچھ نہ پوچھئے۔

نُورِ دل را نُورِ حق تزئیں بود
معنیء نورؒ علیٰ نُورِ ایں بود

جنابِ صائم کا کلام پڑھ کر بے ساختہ اُسے پنجابی شاعری کا بادشاہ تسلیم کرنا پڑھتا ہے پھر لطف یہ کہ ہر صنفِ سخن پر عبور کامل رکھتا ہے اور جو کچھ کہتا سوچ سمجھ کر کہتا ہے

نغمہ زن ہو جاتی ہے بزمِ وجود
چھیڑدے وہ جب کوئی تارِ غزل

حامدالوارثی

12.5.1966

قطعہ تاریخ جناب حامدالوارثی صاحب

باش از بزارِ جان تو خاکِ درِ بتول
شائد ترا کنند بہ روزِ جزا قبول
کردم چو فکر از پئے تاریخ فی البدیہہ
حامؔد رسید مژدۂ کو لختِ دلِ رسول

13 86ھ

(خاتونِ جنّت از علامہ صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ 1966)

اقتباسِ تقریظ

علامہ حامد الوارثی ؒ نے علامہ صائم چشتیؒ کی تحقیقی تصنیف ایمانِ ابی طالب پر ایک وقیع اور جامع مضمون لکھا جس کا کچھ حصہ اقتباسِ تقریظ کے عنوان سے کتاب ''ایمان ابی طالب'' میں شائع ہوا، پیشِ خدمت ہے، علامہ حامد الوارثی رقمطراز ہیں !

قادرِ مطلق ، خالق کبریا جل وعلا شانہٗ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے وہ نہیں چاہتا کہ میرا کوئی بندہ عذاب وعقاب میں گرفتار ہو البتہ وہ کبریا ہے اور کبریائی کو پسند کرتا ہے اس لئے چاہتا ہے کہ میرے بندے میرے دربار میں اظہارِ عبودیت کریں اور میں انہیں انعاماتِ کثیرہ اور عنایات وعطایات جلیلہ سے نوازوں۔

اس کی حکمتوں کو سمجھنا آسان نہیں اس لئے ضروری ہے کہ اس کے رحم وکرم اور الطاف وعنایات سے زیادہ وابستگی رکھی جائے اور سنگین

فتووں سے احتراز کیا جائے۔

ہمارے عظیم قومی شاعر، صاحب طرز ادیب اور باکمال انشاء پرداز جناب صائم چشتی ایک عرصہ سے نعت و منقبت کی دلآویز صنف پر چھائے ہوئے ہیں وعظ کی مجالس، دین کی تقاریب، بزرگوں کے اعراس اور منبر و محراب آپ کے حسین و جمیل اور مؤثر و دلکش نغمات سے ہمہ وقت گونجتے رہتے ہیں۔

نعت و منقبت کا اتنا ذخیرہ شاید ہی کسی شاعر کے دامن خیال میں ہو اور یہ سب ممدوحِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فیض ہے کسی شاعر کا قول ہے !

رُکتی ہے تو ہوتی ہے مری طبع رواں اور

مگر صائم چشتی کی طبع ہی کسی لمحہ رکتی ہے اور نہ قلم بلکہ وہ لکھتے ہی چلے جاتے ہیں۔

منشوراتِ جولانگاہِ فکر

منظومات میں شہرتِ تامہ حاصل کرنے کے بعد اب انہوں نے

منثورات کو اپنی جولا نگاہ فکر بنالیا ہے اور لطف یہ ہے کہ سلسلہ منظومات بھی حسب سابق شد و مد سے جاری و ساری ہے۔

گیارہویں شریف جیسی ضخیم مبسوط اور مستند کتاب کی تالیف کے بعد اب دوسری معرکۃ الآرا تصنیف ''ایمان حضرت ابوطالب'' مرتب و مدون فرمارہے ہیں جس میں معقولی اور منقولی دلائل ساطعہ اور براہینِ قاطعہ سے آپ نے ناظرین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے بے شمار کتب معتبرہ سے ایسے ایسے ٹھوس اور ناقابل تردید حوالے پیش کئے ہیں کہ آپ کی کدوکاوش اور سعیِ مشکور کی داد دیئے بغیر چارہ ہی نظر نہیں آتا۔

خاندانِ رسول سے والہانہ محبت

سچ تو یہ ہے کہ خاندانِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انہیں جو بے پناہ والہانہ عقیدت و محبت ہے اس کے اثر سے آپ اس بارے میں کسی غبار خیال تک کو برداشت اور گوارا نہیں کرتے۔

لکھتا ہوں اسدؔ سوزشِ دل سے سخن گرم

تا رکھ نہ سکے مرے حرف پہ کوئی انگشت

بعض انتہائی غلو اور تجاوز کرنے والوں کو کم از کم اتنا خیال ضرور کرنا چاہیے کہ ابو طالب سیّد المرسلین امام المعصومین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبوب ترین اور محترم عم بزرگوار ہیں اور حضور علیہ السلام کا رشتہ دنیا و جہان کے تمام تر رشتوں سے بالاتر اور وقیع ہے اس کے علاوہ آپ کے معتبر مخلص اور مومنین سردار عمِ بزرگ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کے چچا اور میرے بھائی ابو طالب نے خدا کی قسم آپ کا پیش کردہ کلمہ پڑھا ہے اور میں نے سنا ہے اندریں حالات اسلام کے ان نادان دوستوں کو کم از کم ایسی بزرگ ترین ہستی کی قسم کا تو کچھ پاس کرنا چاہیے۔

حامد الوارثی عفی عنہ

۱۰۔۴۔۷۵

(ایمان ابی طالب از علامہ صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ 1395ھ)

تقریظ

پنجابی نظم واَدب میں آج تک غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی جناب سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی مکمل، صحیح اور مستند سیرت یا تاریخ شائع نہیں ہوئی۔ جناب صائم چشتی صاحب مستحقِ صد مبارک باد ہیں جنہوں نے اس اہم ترین ملّی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کمال محنت اور جانفشانی سے ''شاہنامہ بغداد'' لکھ کر اِس کمی کو پُورا کردیا ہے۔

جناب محبوبِ صمدانی کی حیاتِ مبارکہ کا ایک ایک لمحہ ''سراپا کرامت'' ہے۔ ایسے باکمال شیخ طریقت اور رہبرِ حقیقت کی پوری پوری سیرت وتعریف لکھنا حیطہء بشری سے بالا وباہر ہے، تاہم ضروری اُمور اور اہم واقعات وکرامات کو منظوم کرکے صائم چشتی صاحب نے پنجابی اَدب اور ملّتِ اسلامیہ پر ایک عظیم احسان کیا ہے۔

حیرت ہے کہ صائم صاحب نے اِس نو عُمری اور عدمِ فُرصت میں کس طرح اِتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ کتاب کا ایک ایک شعر محاسن و محاکات سے آراستہ و پیراستہ نظر آتا ہے۔ کلام میں سادگی، روانگی، نُدرت اور علوئے تخیل نے کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ صائم صاحب کی اِس خدمت کو حشر کے دن اُن کی نجات و مغفرت کا باعث بنائے۔

قطعہ تاریخ تکمیل شاہنامہ بغداد

از کوششِ صائم عجب شہرِ سخن آباد شُد
در شاعری تبلیغِ حق و توصیِ ارشاد شُد
حامدؔ تلاشِ مصرعہء تاریخ کردم فی البدیہہ
کامل بلُطفِ ایزدی شاہنامہء بغداد شُد

1 6 ء 19

حامد الوارثی

قارئین ! حضرت علاّمہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے صائم چشتی ریسرچ سینٹر میں تحقیقی کام جاری ہے اسی سلسلہ میں یہ مضامین وتقاریظ مدوّن کی گئی ہیں تا کہ محققین اِن سے استفادہ کر کے علاّمہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور اُن کے تحقیقی کام سے آ گاہی حاصل کرسکیں۔

اِس مضمون کی تیاری میں جن کتب ورسائل سے مدد لی گئی

(1) ایک تاریخی تمہید پھل تے کنڈے مصنف صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ 1969ء

(2) گیارہویں شریف از علامہ صائم چشتی چشتی کتب خانہ جھنگ بازار فیصل آباد 1973ء

(3) مشکل کشاء علامہ صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ 1400ھ

(4) خاتونِ جنّت از علامہ صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ 1966ء

(5) ایمان ابی طالب از علامہ صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ 1395ھ

(6) میلادِ حامد از علامہ حامد الوارثی چشتی کتب خانہ 1967ء

(7) مثنوی نورِ ہدایت از حامد الوارثی ترجمہ علامہ صائم چشتی چشتی کتب خانہ 1967ء

(8) نغمۂ نُور نعت ومنقبت از علامہ حامد الوارثی چشتی کتب خانہ 1986ء

(9) تاجدارِ علی پور از علامہ صائم چشتی ناشر چشتی کتب خانہ 1981ء

(10) شاہنامہ بغداد از علامہ صائم چشتی ناشر مکتبہ غوثیہ جھنگ بازار فیصل آباد 1961ء

(11) ماہنامہ محبوب 1974ء

(12) ماہنامہ آستانہ 1985ء

(13) حضور مختار نے کہ مجبور نے حامد الوارثی ناشر چشتی کتب خانہ 1968ء